سفید شیر

صاحب' بالکل بھی فکرمند نہیں تھے۔ بڑے آرام سے سگار سلگا رہے تھے۔ بیس ایکڑ پر محیط فارم ہاؤس میں کافی خاموشی تھی۔ حیرانی یہ تھی کہ دو ماہ سے پاکستان میں قیام پذیر تھے۔ کم از کم مجھے معلوم نہیں تھا کہ شہر ہی میں ہیں۔ چند دن قبل' ہونے والی یہ ملاقات ہرگز ہرگز معمول کا حصہ نہیں تھی۔ کبھی ایسے ہوا نہیں' کہ صاحب' لاہور ہی میں ہوں اور آتے ہی مجھ سے بات نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ معاملہ چونکا دینے والا تھا کہ تقریباً ساٹھ دن سے یہیں پر موجود تھے اور کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ ہو پایا تھا۔ بہرحال' پہلے دس منٹ کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ صاحب' نے مجھ سے پوچھا کہ جو سگار میں دھواں میں اڑا رہا ہوں' اس کی قیمت معلوم ہے۔ اندازہ سے بتایا کہ دس بارہ لاکھ کا ہوگا۔ سنجیدگی سے کہنے لگے کہ یہ Gurkha Royal Courteson Cigar ہے۔ ایک سگار کی قیمت کروڑوں میں ہے۔ کوفت ہونے لگی- ایسے معلوم پڑا کہ صاحب' مبالغہ آرائی کر رہے ہیں۔ ایک سگار کی قیمت کروڑوں میں ہوگی؟ میرے ذہن میں سوال تھا کہ اتنی زیادہ قیمت کیسے ہو سکتی ہے۔ خیر مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں آئی۔ اگلا جملہ کافی سنجیدہ تھا۔ میں نے گزشتہ چند ہفتوں میں آپ کے ملک سے حد درجہ ڈالر کمائے ہیں۔ یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کتنے ہیں۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ عام کاروباری لوگوں کی سوچ سے بھی زیادہ۔ مگر کیسے؟ میرے اس سوال پر قطعاً مسکرائے نہیں۔ دیکھو ڈاکٹر' جہاں بھی جنگ ہوتی ہے یا جنگ کے امکانات مصمم نظر آتے ہیں۔ وہاں' نظام میں دفاعی معاملات' ہر امر پر سبقت لے جاتے ہیں۔ نظر نہ آنے والے خزانوں کے مونہہ مجبوری میں کھول دیئے جاتے ہیں۔ دنیا کے معدودے چند سوداگر' اس نازک موڑ پر بلا تردد' خرید و فروخت کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ پوری دنیا میں حکومتیں' وطن پرستی جرأت و شجاعت اور فتح کے ایسے فقرے پڑھتی ہیں کہ عام لوگ' فلاح و بہبود کو نظرانداز کر کے' مہنگی ترین جنگ میں عافیت محسوس کرتے ہیں۔ اور ہاں! میں تو قریبی دشمن ممالک جو ایک دوسرے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ سب کے حکمران طبقے سے دوستی رکھتا ہوں۔ دونوں متحارب فریقین کو ان کا من پسند اسلحہ فراہم کرتا ہوں۔ طاقتور لوگوں کی جائز اور ناجائز خواہشات کو آسودہ کرتا ہوں۔ کثیر منافع کما کر نکل جاتا ہوں۔ جنگ' میرے لئے ایک نعمت ہے۔ بلکہ میرے لئے کیا پوری دنیا میں جنگ کے شعبے سے منسلک ہر کاروباری شخص کی بہترین خواہش ہے۔ مگر اس میں تو' ملک اپنے بہترین لوگ گنوا دیتا ہے؟ اس سوال پر' صاحب نے مجھے غور سے دیکھا۔ کہنے لگے' پوری دنیا کی افواج پر تنقیدی نظر ڈالو۔ اس میں حکمران طبقے کا کوئی فرد نہیں ملے گا۔ چلو امریکہ' روس' چین کی مثال لے لوں۔ ٹرمپ' پوٹن اور زی چنگ ین کا بیٹا' بیٹی' یا داماد نظر نہیں آئے گا۔ اکثریت درمیانے یا غریب طبقہ کے لوگ ہوں گے۔ جو اپنے بہتر مستقبل کے لئے فوج میں بھرتی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انہیں' نعروں کی بنیاد پر بتایا جاتا ہے کہ ایک ایسی موت تمہاری منتظر ہے جس میں عظمت ہی عظمت ہے۔ کم از کم' میں نے کبھی اس نظریے سے دنیا کی کسی بھی عسکری طاقت کو پرکھا نہیں تھا۔ خیر مجھے' سوچ میں پڑتا دیکھ کر صاحب' مسکرا کر کہنے لگے۔ کہ فرانس کے صدر' سرکوزی کا نام سنا ہوا ہے۔ اس کے حالات جانتے ہو۔ وہ' دو مقدمات میں سزا یافتہ ہے۔ کہنے کو تو اس نے ایک جج کو مراعات دی تھیں۔ اور اس کے بدلے میں اپنے خلاف' ایک تفتیش میں مدد حاصل کی تھی۔ مگر اصلیت میں' سرکوزی سے چند اہم اور امیر لوگ ناراض ہو گئے تھے۔ جنہوں نے اس کی الیکشن مہم میں کافی سرمایہ فراہم کیا تھا۔ بدلے میں کافی ٹھیکے حاصل کئے تھے۔ سرکوزی نے جب ان طاقتور لوگوں سے اپنے وعدے پورے نہیں کیے تھے۔ اسی وقت سے' ان دیکھے نظام کی بائیں طرف آ گیا تھا۔ اور اب سالہا سال سے ذلت و رسوائی میں مبتلا ہے۔ مگر آپ کا' فرانس کے سیاسی معاملات سے کیا تعلق؟ صاحب نے اس بے ساختہ سوال پر ہنسنا شروع کر دیا۔ واقعی میرا کوئی تعلق نہیں۔ مگر میں جس طبقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس کا تو دنیا کے تمام حکمران طبقے سے مفادات کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ خیر اس معاملہ پر آگے کوئی بات نہیں ہوئی۔

ہم دونوں' سٹڈی روم سے نکل کر باہر لان میں آ گئے۔ انگریز ملازم بڑی جانفشانی سے خدمات پر مامور تھے۔ پورے نظم و ضبط کے ساتھ' تراشے ہوئے گھاس پر پھولدار کرسیاں رکھ رہے تھے۔ صاحب نے' اٹلی کے تراشے ہوئے گلاس میں ''آتشیں سیال'' انڈیلا۔ برف ڈال کر خاموشی سے چسکیاں لینے لگے۔ اتنی دیر میں ایک ملازم آیا۔ اس کے ساتھ سفید رنگ کا بہت بڑا شیر تھا۔ سفید بال اور مہیب سا جبڑا۔ اس کی سانس لینے کی آواز ایسے آ رہی تھی جیسے دھونکنی چل رہی ہے۔ میرے اندر خوف کی ایک لہر بہرحال موجود تھی۔ کیونکہ کسی بھی شیر کو اتنے قریب سے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ شیر' صاحب کے قدموں میں ایسے بیٹھ گیا جیسے ایک پالتو بلی ہو۔ ڈاکٹر' یہ شیروں کی نایاب نسل ہے۔ جو دراصل Albino ہیں۔ سفید رنگ کے یہ جانور بہت قیمتی ہیں۔ اور میں نے ان کی افزائش نسل کے لئے' اس فارم ہاؤس میں الگ نرسری قائم کی ہے۔ اب تقریباً تیس کے لگ بھگ شیر اور شیرنیاں موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر تو بالکل جنگلی سے ہیں۔ مگر تین نر شیروں کو میرے سٹاف نے سدھا رکھا ہے۔ ان میں اور کسی پالتو جانور میں کوئی فرق نہیں۔ یہ دیکھنے میں تو بہت ڈراؤنے سے معلوم پڑتے ہیں۔ مگر ان کے اندر کسی قسم کے حملے کی کوئی رمق نہیں ہوتی۔ مجھے اس سفید شیر سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ملازم' کو صاحب نے اشارہ کیا۔ اور وہ بڑے اطمینان سے اس جانور کو واپس لے گیا۔ ڈاکٹر' ایک بات کہوں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی اشرافیہ' بالکل' اس پالتو شیر کی طرح ہوتی ہے۔ یہ گوشت کھاتے ہیں۔ اشرافیہ' پیسے اور خفیہ جائیداد پر چلتی ہے۔ جب تک دونوں کو ان کی مخصوص غذا ملتی رہے' پالتو ہی رہتے ہیں۔ اور یہ غذا' میرے جیسے لوگوں کے پاس وافر تعداد میں موجود ہوتی ہے۔ دنیا کا مالیاتی نظام' جائز اور ناجائز پیسے میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔ اس کا مقصد' صرف اور صرف پیسہ ہوتا ہے۔ وہ کہاں سے آ رہا ہے۔ اس میں ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ یہ تمام معاملہ میرے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا کام ہے۔ بہت قلیل وقت میں جہاں بھی ڈالر بھجوانے ہوں' فوراً پہنچ جاتے ہیں اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہیں چلتا۔ پوری دنیا میں حکمران طبقہ' پیسے کی غذا کھاتا ہے۔ کوئی میرٹ کا نام لے کر' کوئی شفافیت کا نعرہ بلند کر کے اور کوئی ملکی ترقی کا خواب دکھا کر۔ مقصد صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ ہاں' عوام میں اپنا امیج بہتر رکھنے کے لئے فلاح و بہبود کے منصوبے شروع کیے جاتے ہیں۔ اور یہ صرف اس لیے کہ حواری اپنا حصہ وصول کرتے رہیں۔ دولت' ہاتھ بدلتی رہے۔ اور نزدیکی حلقہ بھی مطمئن رہے۔ یہ سب کچھ ازل سے ہوتا آ رہا ہے۔ مگر اب اس نے ایک آرٹ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ دراصل جو ایمانداری کے سب سے بلند و بانگ وعدے کرے گا' وہ اتنا ہی بے ایمان ہوگا۔ مسلمان ممالک کے حکمران تو خیر' پیسے کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مگر مجموعی طور پر پوری دنیا میں تقریباً ایک جیسا معاملہ چل رہا ہے۔ بس طریقہ کار کا فرق ہے۔ اور وہ بھی معمولی سا۔

اور ہاں' ڈاکٹر ایک بار ناجائز دولت کا بہاؤ اپنی طرف ہو جائے' تو انسان مکمل طور پر تساہل کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسے مثبت کام کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ وہ ہر وقت easy mony کے لئے' مستعد نظر آتا ہے۔ انسانوں کو رہنے دو۔ جانوروں میں بھی یہی حال ہے۔ خونخوار ترین درندوں کو جب آرام سے گوشت مل جاتا ہے۔ تو وہ بھی شکار یا محنت کرنے کے عادی نہیں رہتے۔ صاحب' نے کہا' کہ آؤ ذرا سفید شیروں کی نرسری دیکھتے ہیں۔ وہاں گئے تو کافی نر اور مادہ شیر' بڑے بڑے پنجروں میں موجود تھے۔ ہمیں دیکھ کر' انہوں نے کسی قسم کا ردعمل نہیں دیا۔ صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس صرف تین ایسے شیر ہیں جنہیں ملازموں نے مانوس کر رکھا ہے۔ اب وہ مکمل طور پر بے ضرر چوہے بن چکے ہیں۔ دوڑ کر گوشت کھانے سے بھی قاصر ہیں۔ صاحب ان تین شیروں کے پنجرے کی طرف گئے۔ نوکر کو اشارہ کیا۔ تو ایک میمنے کو لے کر آئے۔ اسے پنجرے میں ڈال دیا۔ صاحب کہنے لگے کہ یہ میمنہ بالکل محفوظ ہے۔ میں ظالم ضرور ہوں۔ پر اتنا ظالم نہیں کہ معصوم سے بکری کے بچے کی بلی چڑھا دوں۔ شیر' اب اتنے آرام طلب ہو چکے ہیں۔ کہ ہل جل کر کے' اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ میمنہ پنجرے میں بیٹھا رہا اور پھر آرام سے باہر آ گیا۔ صاحب نے نوکر کو اشارہ کیا۔ تو اس نے گوشت کے ٹکڑے شیروں کے سامنے ڈال دیئے۔ شیر' مزے سے ان ٹکڑوں پر پل پڑے۔ صاحب نے غور سے مجھے دیکھا اور کہا' کہ تیسری دنیا کی اشرافیہ' ہمارے لئے بے ضرر شیر جیسی ہے۔ مکمل طور پر پالتو!